بسرپرستی انڈین کرسچن کانفرنس۔ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۶۸۰

مسیحی لاہور

جلد ۱ نومبر ۱۹۲۴ء نمبر ۶

ہندوستانی مسیحیوں کا مذہبی۔ اخلاقی علمی و تمدنی ماہواری رسالہ

ایڈیٹرز (۱) مسٹر کے ایل لیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل مشن سکول لاہور ایڈیٹر انچیف
(۲) مسٹر آئیون جیکب صاحب عاصی بی۔ اے بی ٹی جائینٹ ایڈیٹر

فہرست مضامین

کل خط و کتابت متعلق مضامین وغیرہ بنام مسٹر کے ایل لیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل سکول لاہور ہونی چاہیئے۔ باقی خط و کتابت
و ترسیل زر چندہ وغیرہ بنام [illegible] خاں۔ بی اے بی ٹی منیجر۔ رنگ محل مشن سکول لاہور آنی چاہئیں۔
قیمت سالانہ پیشگی مع محصولڈاک دو روپے۔ ۵۰ سے کم آمدنی والوں کے لئے فقط دو روپے۔

مسیحی کا حوالہ دیکر   فرمائش کریں

اِشتہارِ کُتب

اصول و فروع ۔ مسیحیوں کے انجیلی عقائد و فرائض کے اصول ۔ مولفہ پادری جے ۔ ایل ۔ پارز صاحب ۔ علم الٰہی کا عمدہ خلاصہ ہے ۔ صفحہ ۱۰۴ ۔ ۸ر مجلد ۱۲ر

مذبح کا طواف ۔ عشاء ربانی کے متعلق انگریزی کتاب "ٹیبلس لُو دی آلٹر" کا مشہور ترجمہ ۔ صرف ایک درجن جلدیں باقی ہیں ۔ صفحہ ۲۵۱ ۔ ۶ر

حیات المسیح ۔ مسیح کی زندگی کے مفصل حالات ۔ بترجمہ و مولفہ پادری طالب الدین صاحب مرحوم ۔ اب بعد نظرثانی دوسری بار طبع ہوئی ۔ صفحہ ۲۴۱ ۔ ۱۴ر

سمپردائے ۔ اہل ہنود کے تقریباً تمام فرقوں اور پنتھوں کے حالات ۔ تعلیمات ۔ تواریخ اور پیرووں کے بیان ہیں ۔ صفحہ ۲۹۲ قیمت ۶ر مجلد ۱۰ر

مذہب اور حقیقت ۔ مصنفہ سادھو سندر سنگھ صاحب ۔ خدا اور انسان کے باہمی رشتہ کی نسبت ہندو ۔ بدھ ۔ محمدی اور مسیحی مذہب کی تعلیمات و اصول پر محققانہ خیالات ۔ صفحہ ۶۲ ۔ ۳ر

تحفۃ النساء ۔ یعنی بائبل میں مذکورہ و ابتدائے مسیحیت ۔ درمیان اور موجودہ زمانوں کی مسیحی مستورات کے حالات ۔ آٹھ حصوں میں قیمت فی حصہ ۔ ۹ پائی ۔ تمام حصے مجلد یکجائی ۔ قیمت ۱۰ر

دلچسپ اور نصیحت آموز ۱۵۰ کہانیاں ۔ از واعظ صاحب ۔ اخلاقی ۔ روحانی اور تمدنی واقعات کہانیوں کی طرز پر جو واعظوں ۔ مبشروں ۔ پاسٹروں اور استادوں کے لئے نہایت کارآمد اور بچوں کے لئے مفید ہیں ۔ صفحہ ۱۱۶ ۔ قیمت ۵ر

تعلیم المسیح ۔ اناجیل اربعہ کے مطابق خداوند کی تعلیم کے خاص اصول ۔ مصنفہ رائٹ ریورنڈ ڈاکٹر ڈاریسی صاحب ۔ صفحہ ۱۴۶ ۔ قیمت مجلد ۹ر

روحوں کا جیتنے والا ۔ خداوند یسوع مسیح کے روحوں کو جیتنے کے طرز و طریقے ۔ پاسٹروں اور مبشروں کے لئے خاص ہدایات سے پُر کتاب ہے ۔ صفحہ ۴۲ ۔ قیمت ۳ر

۴۲ بائبل کی کہانیاں ۔ بالخصوص اس موومنٹ میں کام کرنیوالے مسیحی کارندوں کیلئے جو بہت سی ہندوستانی زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہے اور اب پہلی بار اردو میں چھپی ہے صفحہ ۴۶ ۔ تقطیع کلاں ۔ ۳ر

آسمان کی بادشاہت ۔ آسمان کی بادشاہت کیا ۔ کہاں اور کیسی ہے اور اسکے وارث کون ہیں ؟ وغیرہ مصنفہ پادری ڈے صاحب ۔ صفحہ ۵۰ ۔ قیمت ۲ر

روح القدس ازروئے قرآن و بائبل ۔ روح القدس اور جبرائیل ۔ روح القدس اور انسان روح القدس اور الہام ۔ روح القدس اور عیسیٰ اور روح القدس کے بارے میں بائبل کی تعلیم صفحہ ۹۱ ۔ ۳ر

المشتہر

سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی ۔ اناکلی لاہور

The Late Rev. Kali Charan Chatterji, D.D.
Forty-eight years a missionary at Hoshiarpur Punjab.

یا مسیح

نوٹ اور خبریں

۱- بڑی خوشی کی بات ہے کہ مس احمد شاہ بی۔اے کینیرڈ کالج۔ لاہور میں مس بھتا چارجی کی جگہ جو ولایت گئی ہیں زینت افزائے پروفیسران ہوئی ہیں۔ اور ہمیں کامل اُمید ہے کہ آپ کا مسیحی مزاج۔ سادگی اور دانائی مسیحی لڑکیوں پر بہت اچھا اثر پیدا کریگی۔ ہم مس احمد شاہ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور کالج کو مبارکباد۔

۲- مسیحیانِ پنجاب کی طرف سے پنجاب کرسچن کانفرس سر سیلکم اور لیڈی ہیلی کو خوش آمدید کہنے کے لئے ۱۵ نومبر کو فورمن کرسچن کالج میں جلسہ کریگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب مسیحی پنجاب کے خواہ گاؤں کے ہوں یا شہروں کے اپنی شمولیت سے اس جلسے کی رونق بڑھائیں۔ ہم نے دعوتی کارڈ بھیجے ہیں۔ جن صاحب کے پاس نہ پہنچیں اور وہ آنا چاہیں تو وہ سر آنکھوں پر آئیں اور اپنے تشریف لانے کی اطلاع ہمیں دیدیں تاکہ انکے لئے انتظام کیا جائے۔

۳- **کشمیر میں مسیحی کام اور مسیحی افسران**- رجواڑوں میں مسیحیوں کی تعداد بہت کم ہے اور مسیحی عہدہ داران قسمت سے ملتے ہیں۔ ہاں دو چار ریاستیں ہیں جنہیں مسیحیوں کی کچھ دال گلتی ہے۔ اور بڑے فخر کی بات ہے کہ جہاں جہاں مسیحی عہدہ داران ذمہ داری کے کام پر مامور ہیں وہ بڑی نیکنامی کے ساتھ کام

سرانجام دے رہے ہیں۔ ایسی ریاستوں میں سے ایک ریاست کشمیر جنت نظیر ہے۔ یہاں ہمارے کرمفرما مسٹر رام گوپال صاحب ایم۔ اے۔ ایم ایس سی ہیں جو ایڈنبرا میں تعلیم حاصل کرکے آئے ہیں۔ آپکے نام نامی و اسم گرامی سے کشمیر کا بچہ بچہ واقف ہے۔ آپ بڑے خاندانی آدمی ہیں اور ریاست کشمیر میں ڈائرکٹر آف اگریکلچر یعنی مہتمم صیغۂ زراعت کے جلیل القدر منصب پر ممتاز ہیں اور اپنے فرائض کو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ آپکی لیاقت اور ذہانت اور نیک چال چلن کے سبب لوگ اور ریاستی مداح ہیں۔ ہم آپ کا مفصل حال مع تصویر اپنے پرچہ مسیحی کے کسی نمبر میں جلدی ہی ہدیۂ ناظرین کرینگے۔ دوسرے صاحب مسٹر بقال۔ بی۔ اے۔ بی ٹی ہیں۔ جو پہلے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے میں تھے۔ آپ کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ صیغۂ چاول میں اسسٹنٹ سُوپروائیزر کے عہدے پر تعینات ہیں۔ یہ عہدہ بھی بڑی ذمہ داری کا ہے۔ کشمیر میں چاول بہت ہوتا ہے مگر باہر لیجانے کی اجازت نہیں۔ اس محکمے کے افسران اگر چاہیں تو پانچوں گھی میں کر سکتے ہیں لیکن کیا مجال کہ آپ کی دیانت داری پر حرف آجائے۔ کشمیر میں عام لوگوں تک میں آپکی دیانتداری کی بڑی تعریف ہے۔ ہم مسیحیوں کو ناز کا مقام ہے۔

مسز ویک فیلڈ جو پہلے مس اینجلینا شیر سنگھ تھیں ہمارے بزرگ قوم منصف شیر سنگھ صاحب کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کشمیر میں انسپکٹرس آف سکولز ہیں اور اپنا کام بڑی خوبی سے بجالاتی ہیں۔

علاوہ ازیں دو اور مسیحی صاحبان نے نہایت عمدہ کام کیا ہے۔ جس کا نشان مدت تک رہیگا۔ وہ ٹِن ڈل بسکو اور انکے بھائی اور ڈاکٹر نیو صاحب اور انکے ڈاکٹر بھائی ہیں۔ ان چاروں نے کشمیر کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ کشمیر کو ان صاحبان نے بنا دیا ہے۔ افسوس کہ مسٹر بسکو کے ایک بھائی اور مسٹر نیو کے ایک بھائی اس دنیا سے چل بسے ہیں اور دو رہ گئے ہیں۔ مگر بقول

دوچوُن کے بھی بڑُے ہوتے ہیں۔ اب بھی وہ کام ہورہا ہے کہ پیارے
خداوند کا بڑا نیک نام ہورہا ہے + تعلیم کے متعلق جو کام مسٹر بسکو کررہے
ہیں اور طب میں جو مسیحائی ڈاکٹر نیو دکھارہے ہیں وہ لارڈ لارنس اور انکے
بھائی کے سیاسی کام کی طرح ضرب المثل ہے + کشمیری پنڈت تو ہردو صاحبان
کو اوتار کی طرح پوجتے ہیں اور پاؤں دھودھو کر پیتے ہیں + اور ہمیشہ ان کا ذکر خیر
کرتے ہیں + چنانچہ ایک اچھے تعلیمیافتہ کشمیری پنڈت نے دَوران گفتگو میں
کہا + کشمیر کے لئے مہاراجہ صاحب نے کیا خاک کیا ہے + تعلیم ہم کشمیریوں
کو دی تو بسکو صاحب نے + آدمی ہمیں بنایا تو بسکو صاحب نے۔ مرنے
سے ہمیں بچایا تو نیو صاحب نے + مردوں کو جلایا تو نیو صاحب نے +
ابتک یہی حال ہے + لوگ مشن ہسپتال کو سرکاری ہسپتال پر ترجیح دیتے
ہیں + یہانتک کہ پچھلے موسم گرما میں جب راجہ ہری سنگھ ولیعہد سلطنت
کی ٹانگ میں ضرب آئی تو آپ نے بھی فرمایا ہمیں مشن ہسپتال میں لے چلو۔
چنانچہ آپ ڈاکٹر نیو ہی کے زیر علاج رہے + نیو صاحب جسمانی بیماریوں کا
علاج کرتے ہیں۔ تو مسٹر بسکو جہالت کی تاریکی کو علم کی روشنی کا مسہل دے رہے ہیں +
آپ کا سکول بھی اپنی قسم کی ایک چیز ہے + لڑکوں میں جو خدمت کی روح آپ
نے پیدا کردی ہے وہ نہایت قابل تحسین دآفرین ہے + اگرچہ افسوس
ہے کہ ڈھاک کے تین پات ڈھائی ٹوٹرو مسیحی استاد سے زیادہ اس سکول
میں نہیں + ہماری اس نکتہ چینی کے جواب میں بسکو صاحب نے ہرچند بہت
سے جواب پیش کئے جو ظاہر میں کسی قابل ہونگے مگر ہم انکو انگریزی کی
ضرب المثل "جی چاہے تو طریقے بہت" یاد دلا کر امید کرتے ہیں کہ وہ اس کمی
کو بھی جلد دور کردینگے + اس میں نہ صرف کئی مسیحی نوجوانوں کی روزی نکل آئیگی
بلکہ سکول میں اور ریاست میں مسیحی چال چلن کا نمونہ پیش کرنیوالے کافی تعداد
میں ہوجائینگے +

۴- مسٹر لیشور کی پوتی کے انتقال کی خبر سُن کر ہمیں سخت رنج ہُوا۔ دُعا ہے کہ خداوند تعالیٰ والدین اور رشتہ داران کو تسلی بخشے۔

۵- پادری اور مسز ڈیرز۔ اور ہارپر صاحبان امریکہ سے تشریف لے آئے ہیں۔ مسٹر ہارپر مسٹر میکی کی جگہ موگے انڈسٹریل سکول کے پرنسپل ہونگے۔ آپ خاص تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں۔ اور ہمیں اُمید ہے کہ وہ مسٹر میکی کے نقش قدم پر چل کر مسیحیوں کو بہت فائدہ پہنچائینگے۔ پادری ڈیرز صاحب کا دم ہم لاہور والوں کو بہت غنیمت ہے۔ مشن احاطے کی رونق دیکھئے اب کہاں سے کہاں جاتی ہے۔ ہم ہردو صاحبان کو خوش آمدید صفا آمدید کہتے ہیں۔

۶- مسٹر چیٹرجی سابق مشنری این۔ ایم۔ ایس کی صاحبزادی کی شادی خانہ آبادی بریلی۔ یو۔ پی کے ایک بڑے لائق مسیحی نوجوان سے ہُوئی ہے۔ خدا برکت دے۔ اور کثرت سے برکت دے۔ ہم مسٹر چیٹرجی کو مسیحی کی طرف سے مبارکباد دیتے ہیں۔

۷- کرسچن کانفرنس کے دو نیک اِرادے (۱) ہمارا ارادہ ہے کہ مسیحی کا کرسمس نمبر نہایت قابل دید ہو۔ تمام مضامین خداوند یسوع مسیح کے تجسم اور زندگی کے متعلق چیدہ چیدہ نامہ نگاران کی دُرافشانی ہوگی۔ اعلیٰ چھپائی اور دلکش تصویر اس نمبر کی زیب و زینت کو بڑھائینگی۔ جو صاحب مضامین اور غزلیں وغیرہ بھیجنا چاہیں وہ بڑی خوشی اور شکریئے کے ساتھ درج رسالہ کئے جائینگے۔ مضمون اس قسم کے ہونگے۔ خداوند مسیح اور بیسویں صدی۔ خداوند مسیح اور قومیت۔ خداوند مسیح اور خدمت۔ غرضیکہ کل نظموں اور مضامین

کام کرو اور قبلہ ہمارے معصوم خداوند ہی ہونگے۔ چند کرمفرمایان مسیحی سے
خاص طور پر استدعا کی گئی ہے۔ یہ دُرِ خوشاب خوانِ ہجو! مسیحی میں رکھ کر
ہدیۂ ناظرین ہونگے۔ جو صاحب ہمیں مشکور فرمانا چاہیں ۱۵ نومبر تک مضامین
وغیرہ ارسال فرمائیں کیونکہ ۸ دسمبر کو پرچہ بڑی آب و تاب سے نکلیگا۔

(۲) خدا کی توفیق سے پنجاب کرسچن کانفرنس کا یہ بھی ارادہ ہے۔ کہ لاہور
میں ایک بڑی بھاری متحدہ عبادت کرسمس کے ہفتے میں ہو۔ جس میں درخواست
ہے کہ پنجاب کے جتنے مسیحی ممبر فرقے کے آسکتے ہیں کوشش کر کے آئیں۔
سادھو سندر سنگھ جی کو خاص طور پر مدعو کیا جائیگا اور [illegible] کی بجائے
انجیلیں اور بائبلیں چندے میں لی جائینگی۔ کہ جن غریب مسیحیوں کے پاس
انجیل نہیں ہے اُن میں اور غیر مسیحیوں میں تقسیم کیجائیں۔

۸۔ منٹگمری میں مسیحیوں کو زمین ملنے کی تجویز سُن کر بہت سے دیہاتی اور شہری
مسیحی ہمارے پاس آتے ہیں اور فرداً فرداً ہم سے شرائط دریافت کرتے
ہیں۔ اگر ایسے صاحبان اپنے کسی معتبر نمائندے کو یا اپنے انچارج پادری
صاحب کو لاہور بھیجدیں تو طرفین کو آسانی ہو جائے۔ کرسچن کانفرنس کی
میٹنگوں میں ایسے حضرات شامل ہو کر تمام معلومات اور شرطیں پورے طور
سے معلوم کر سکتے ہیں۔ ایک کانفرنس کا اجلاس ۲۵ اکتوبر کو ہوا۔ اسمیں
بہت سی باتیں زمین کی خریداری کی شرطوں کے متعلق پیش ہوئیں۔ ناظرین
اس میں دلچسپی لیں اور کانفرنس کے لئے دعا کریں تاکہ وہ اس بڑی ذمہ داری
کے کام سے بہ حُسن و خوبی عہدہ برآ ہو۔

پادری خیر اللہ صاحب قاضی نے اپنی نادر کتاب "خاص دعائیں" کی
۵۰ جلدیں ناظرین مسیحی کو مفت تقسیم کرنے کے لئے انعام دیکر ہمیں مشکور
فرمایا ہے۔

مرحوم رانی ہرنام سنگھ صاحبہ کے مختصر حالاتِ زندگی

ہم رانی مرحوم کے انتقال پُر ملال کی خبر پہلے دے چکے ہیں۔ یہ کہنا واقعی بجا ہے کہ انکی موت سے تمام پنجاب میں ایک تہلکا مچ گیا ہے اور مسیحی و غیر مسیحی خواتین کی نظروں سے ایک اعلےٰ درجے کی خاتون کا بے نظیر نمونہ اوجھل ہو گیا ہے۔

رانی صاحبہ جلندھر کے پادری گولک ناتھ صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ پادری گولک ناتھ کے نام سے ناواقفیت تجاہل عارفانہ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ آپ کا خاندان نہایت مشہور ہے اور جلندھر کی پرانی اینٹ سمجھا جاتا ہے۔ جو رسوخ اس خاندان کو حاصل ہے وہ کہاوت بن گئی ہے۔ اعلیٰ خاندان میں پیدائش تعلیم اور تربیت۔ شائستگی و تہذیب کی زیبائش نے آپکا شہرہ دور دور پھیلایا۔ یہانتک کہ آپکے اور آپکے والد کے مسیحی چال چلن اور آداب و اخلاق کے کپور تھلے کے کنور ہرنام سنگھ ایسے قائل ہوئے کہ انہوں نے مسیحی تعلیم پادری گولک ناتھ صاحب سے حاصل کرنی شروع کی اور آخرکار مشرف بہ دین عیسوی ہوئے۔ اور کچھ عرصے بعد ۱۸۷۵ء میں بمقام جلندھر رانی مرحوم سے شادی خانہ آبادی کی۔ اس وقت کنور صاحب ۲۴ سال کے تھے۔ آپ راجہ سر رندھیر سنگھ اہلو والیہ والئے کپور تھلہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ مگر افسوس کہ مصلحت ملکی اور تعصب مذہبی کے باعث جب کنور ہرنام سنگھ صاحب مسیحی ہوئے تو باوجود حکومت انگریزی آپکو راج سے محروم کر دیا گیا۔ مگر آپ "پادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری" کا ورد پڑھتے رہے۔ مہاراجہ یسوع کو اپنا آقا تسلیم کرنے کی وجہ سے آپکو وہ عزت اور آبرو حاصل ہوئی کہ راجگانِ گدی نشین کو ہرگز حاصل نہ ہوئی۔ بقول عاصی ؎

ادنے گدا کو تیرے لگیں ایسے چار چاند
ہو عرش پر دماغ نہ پروا ہو شاہ کی

اس تمام تمکین و جاہ کے حاصل کرنے میں بہت بڑا حصہ رانی صاحبہ کا تھا۔ کہتے ہیں کہ بیوی خاوند کو بنا دیتی ہے۔ چنانچہ سلیمان کیا خوب فرماتے ہیں۔ کسے ایسی بیوی ملے جو نیکوکار ہو۔ اُس کی قدر لعلوں سے بہت زیادہ ہے۔ اُس کے شوہر کو اُس پر اعتماد ہے۔ پس اُسے منافع کی کمی نہ ہوگی۔ وہ جبتک جیتی رہیگی اُس سے نیکی ہی کریگی۔ بدی نہ کریگی۔ وہ صوف اور کتان ڈھونڈھتی ہے اور خوشی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی ہے۔ وہ سوداگروں کے جہازوں کی مانند ہے۔ وہ اپنی خورش دُور سے لے آتی ہے۔ وہ رات رہتے اُٹھتی ہے اور اپنے گھرانے کو کھلاتی ہے۔ اور اپنی چھوکریوں کو کام دیتی ہے۔ وہ کسی کھیت کی بابت سوچ کرتی ہے اور اُسے مول لیتی ہے۔ اور اپنے ہاتھوں کے نفع سے تاکستان لگاتی ہے۔ وہ مضبوطی سے اپنی کمر باندھتی ہے اور اپنے بازوؤں کو مضبوط کرتی ہے۔ وہ اپنی سوداگری تجویز کرتی ہے کہ وہ مفید ہے۔ رات کو اُسکا چراغ نہیں بجھتا۔ وہ تکلے پر اپنے ہاتھ چلاتی ہے اور اسکے ہاتھ اٹیرن پکڑتے ہیں۔ وہ غربا کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے۔ ہاں وہ اپنے ہاتھ محتاجوں کی طرف پھیلاتی ہے۔ وہ اپنے گھر کے لئے پالے سے نہیں ڈرتی۔ کیونکہ اسکے خاندان میں ہرایک سُرخ لباس اوڑھے ہُوئے ہے۔ وہ اپنے لئے نگارین بالا پوش بناتی ہے۔ اس کی پوشاک مہین کتانی اور ارغوانی ہے۔ اسکا شوہر پھاٹک کی مجلسگاہ میں مشہور ہے جبکہ وہ شہر کے بزرگواروں کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ وہ مہین کتان کے تھان بُنتی اور بیچتی ہے اور پٹکے سوداگروں کے پاس امانت رکھتی ہے۔ عزت اور حرمت اس کی پوشاک ہیں اور وقت آئندہ کی بابت وہ خوش وقت ہوگی۔ وہ اپنا مُنہ کھول کر حکمت کی باتیں بولتی ہے۔ اسکی زبان میں مہربانی کی شریعت ہے۔ وہ اپنے گھرانے کی

راستوں پر بخوبی نگاہ کرتی ہے ۔ اور کاہلی کی روٹی نہیں کھاتی ۔ اسکے بیٹے اُٹھتے ہیں اور اُسے مبارک کہتے ہیں اور اس کا شوہر بھی اس کی تعریف کرتا ہے ۔ تیرے بیٹوں نے نیکوکاری کی ہے پر تو سب پر سبقت لے گئی ۔ حسن دھوکا ہے اور جمال میں پائداری نہیں پر وہ عورت جو خداوند سے ڈرتی ہے ستودہ ہوگی ۔ اُسے اس کے ہاتھوں کو پھل دو ۔ اسکے کام پھاٹکوں کی مجلس گاہوں میں اسکی ستائش کرینگے ۔

ہم نے امثال ۳۱ باب اپنے ناظرین اور مسیحی بیبیوں کے مطالعے کے لئے سرتاپا اس لئے لکھا ہے کہ ایک لفظ بھی چھوڑ دینا خوبصورتی کا خون کرنا ہے ۔ یہ تمام باب گویا ایک پیشین گوئی خاص رانی صاحبہ کے متعلق ہے جو لفظ بہ لفظ پوری اُتری ۔ جو اصحاب رانی جی سے واقف ہیں دیکھیں ۔ رانی مغفور نے اس جنگ عظیم میں مجروحین کے لئے اور غریب غربا کے لئے جو کام کیا وہ سب جلندھر بلکہ پنجاب کے ایک ایک آدمی پر روشن ہے ۔ ۱۹۰۷ میں ہرنام سنگھ صاحب نائیٹ بنے اور سر کا خطاب گورنمنٹ عالیہ سے پایا ۔ رانی صاحبہ بھی پہلے لیڈی اور پھر رانی بنیں ۔ بادی النظر میں دیکھا جائے تو شاید کوئی کہے کہ راجہ صاحب سے شادی کرنے سے انہیں یہ سب عزت حاصل ہوئی کہ اعلیٰ درجہ کی سوسائٹی ملی ۔ ولایت میں حضور شاہنشاہ معظم کے دسترخوان پر کھانا کھایا وغیرہ ۔ مگر جو لوگ رانی صاحبہ کو جانتے ہیں وہ کب یہ بات مانتے ہیں ۔ رانی صاحبہ ہر بات میں راجہ صاحب کے ہم پایہ تھیں ۔ راجہ صاحب کی بدولت اگر انکو عزت ملی تو انکی بدولت راجہ صاحب کو کیا کم نیکنامی اور ترقی حاصل ہوئی ۔ راجہ صاحب کی عزت افزائی میں واقعی ایک بڑا حصہ رانی صاحبہ نے لیا ۔

آپکا گھر شملے میں ایک ایسا مقام تھا جہاں امیر سے غریب تک کی پہنچ تھی ۔ سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوتا تھا ۔ چنانچہ انکے برآمدے

میں وائیسرائے۔ گورنر اور راجگان و امراء و کبرا سے لیکر غریب مسیحیوں تک کو بڑی عزت سے چائے پیتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بلکہ غریبوں پر کچھ نظر عنایت زیادہ ہوتی تھی۔ عام طور پر بڑے عہدے اور اچھی مجلسوں میں اُٹھنے بیٹھنے والے چھوٹوں غریبوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر رانی صاحب کی طبیعت سچی مسیحی طبیعت تھی۔ وہ سب کو ایک آنکھ دیکھتی تھیں۔ غریب پر زیادہ شفقت کہ اپنی پستی محسوس نہ کرے۔ بڑی توجہ سے آپ ایسوں کے گھر تک کے حالات دریافت کرتیں اور دلچسپی دکھاتیں۔

رانی صاحبہ سچی اور عابد مسیحی خاتون تھیں۔ مذہب کا بہت پاس رکھتیں ہمیشہ گرجے جاتیں اور مذہبی بات چیت کا چرچا گھر میں رکھتیں تھیں۔ آپکی دینداری کا بڑا بھاری ثبوت یہ ہے کہ کوئی راجہ نہیں جس کے لڑکوں میں ایسی لیاقت ہو یا جنہوں نے ایسے جلیل القدر مناصب سرکار میں پائے ہوں جیسے کہ رانی صاحب کے صاحبزادگان بلند اقبال نے۔ بچوں کی تعلیم اور تادیب میں آپ نے بڑا حصہ لیا۔ کسی قسم کی علت جس کے اکثر امیروں کے لڑکے شکار ہو جاتے ہیں انکے خاندان میں پائی نہیں جاتی۔

عام خوبیوں کے علاوہ ایک بڑی صفت جو آپ میں پائی جاتی تھی وہ ذہانت تھی۔ آپ انسانی طبیعت کو خوب پہچانتی تھیں۔ ۵ منٹ بات کرکے آدمی کے مافی الضمیر اور خصائل کو تاڑ جاتی تھیں اور ان کی رائے عام طور پر غلط ثابت نہ ہوتی تھی۔ جو آپکے پاس جاتا خالی داماں نہ آتا۔ عیسائیوں کی مدد کرنی آپکا ذاتی شیوہ تھا۔ جو اشخاص راجہ صاحب کے رعب کے باعث اظہار مطلب نہ کر سکتے تھے۔ رانی صاحب انکی ترجمان بن کر انکی مشکل آسان کرا دیتی تھیں۔ بے شک ایسی رحمدل۔ خوش مزاج۔ لاثانی بی بی کا ہمارے درمیان سے اُٹھ جانا ایک عظیم صدمۂ جانکاہ نہ فقط مسیحیوں کے لئے ہے بلکہ کل پنجاب کو ایک ایسا نقصان پہنچا ہے جس کی تلافی ہونی اگر محال نہیں تو مشکل ضرور

ہے + ہمیں امید ہے کہ مسیحی صاحب توفیق بہنیں رانی صاحب کے اعلیٰ مسیحی نمونے کو ہردم پیش نظر رکھینگی اور اپنے ملک اور قوم کو بیحد فائدہ پہنچانیکا عزم بالجزم کریں گی + ہم راجہ صاحب اور رانی صاحب کے پس ماندگاں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے خداوند بہشت میں انکی نیک نیتی کے موافق انکو مراتب اعلےٰ عنایت فرمائیں۔ ع

خدا بر روح وراحش گل فشاناد

ایڈیٹر

ایم ای مشن علاقہ بٹالہ کی سالیانہ کانفرنس و سمر اسکول

ستمبر ۲۲ لغایت اکتوبر ۶ ۱۹۲۴ء

امسال بھی حسب معمول علاقہ بٹالہ کی سالانہ کانفرنس موضع علیوال میں فراہم ہوئی + مبلغین و مسیحان علاقہ کے واسطے مکان مشن کے احاطہ میں تمبو اور چھولداریاں نصب تھیں + اور ضلع کے بورڈ کے پرائمری اسکول کا مکان ان کے مطالعہ و تلاوت کے واسطے عاریتاً لیا ہوا تھا + مکان مشن کے وسیع صحن میں دو شامیانے دعا بندگی کے لئے ایستادہ کئے گئے تھے + اور مقررہ اصحاب کی خاطر جو دیگر علاقوں سے درس تدریس اور وعظ و نصیحت کے واسطے مدعو تھے محکمہ نہر کا بنگلہ کرایہ پر لیا گیا تھا + غرضیکہ رہائش و خوراک کا کل انتظام خاطرخواہ اور تسلی بخش تھا اور یہ سب جناب ڈی۔ ایس پادری ڈانی ایل صاحب کی قابلیت مہمان نوازی اور حسن انتظام کا نتیجہ تھا +

اول روز علاقہ کے مسیحی چوہدریوں کا جلسہ تھا + جو کہ اپنے سادہ مگر صاف اُجلے لباس میں عین وقت پر حاضر جلسہ ہو گئے + جناب ڈاکٹر کیزلر صاحب نے

ان کو کلام اللہ شریف میں سے روحانی خوراک سے خوب سیر کیا ۔

بعدہٗ ڈاکٹر کیز ر صاحب ۔ ڈاکٹر ہل صاحب ۔ پادری کلارک صاحب (چرچ مشن) اور مسٹر جلال الدین (امریکن مشن) نے حاضرین جلسہ کو پندرہ روز تک کلام پاک میں سے مختلف مؤثر اور گوناگوں پیغامات سنائے ۔ اور حاضرین نے بہت علمی اور روحانی فائدہ حاصل کیا ۔

گانے والی منڈلی کے خوش الحان اور خوش نوا گانے والوں نے نئی نئی غزلوں اور اعلےٰ درجے کی دل خوش کن راگنیوں اور حمد باری کے ترانوں سے حاضرین کو مسرور کیا ۔ اور انکے روحانی جوش کو تازہ اور زندہ رکھا ۔

دعائیہ ہستیوں نے اس ستھرے بیج کو جو لاریب صاف و تیار زمین میں بویا گیا تھا اپنی شب و روز کی پُرجوش اور متواتر دعاؤں سے خوب سینچا اور تر رکھا جو بالیقین بے ثمر نہ رہیگا ۔

بہنوں کا بھائیوں کے ساتھ اور ان سے الگ بھی تعلیم کا بندوبست تھا ۔ مس کرسٹنسن صاحبہ ۔ بو آمار تھا اور مسز ڈانی ایل صاحبہ باری باری کل مستورات کو بائبل سکھاتیں اور کئی اور مفید کتب پڑھاتی تھیں ۔ اور مسز گوہر مسیح صاحبہ بیماروں کی خبر گیری اور دوا دارو پر مامور تھیں ۔ آپکی مہربانی سے ہر صبح جرائیتہ کے جام اُڑتے تھے جس سے حاضرین کی صحت ایام کانفرنس میں عموماً اچھی رہی اس کے لئے خدا کی تعریف ہو ۔

امتحانات ہوئے اور سب امتحان دینے والے کامیاب نکلے ۔

آخری روز کی شام کو پاک عشاء کی پاک رسم منائی گئی ۔ کئی ایک بپتسمے ہوئے اور چند ایک نئے ممبر کلیسا میں شامل کئے گئے ۔ اسی روز مسٹر ڈانی ایل بھول صاحب انسپکٹر کرسچن کو اپریٹو بنکس ایم ای مشن کے باقاعدہ ممبر قرار پائے اور علاقہ بٹالہ میں آنریری ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ سنڈے اسکولز مقرر ہوئے اُمید ہے کہ بھائی اس اعزازی منصب کو بھی اپنی معمولی سرگرمی اور تن دہی

سے انجام دینگے۔

ایام کانفرنس میں شخصی کام بھی کافی ہُوا ۔ ہر شب کو غیر مسیحیوں کی کثیر تعداد گراموفون اور مسیحی بھجن سننے جمع ہو جاتی تھی ۔ جنہیں نجات کا پیغام نہایت تپاک اور شانتی سے سُنا دیا جاتا تھا۔ اکتوبر ۶ کی صبح کانفرنس برخاست ہُوئی اور جناب ڈی۔ ایس صاحب نے سب کو خوشی خوشی وداع کیا ۔ ہاں یاد آ گیا کانفرنس میں لفظ بھنڈی خاص دلچسپی اور اہمیت رکھتا تھا ۔

ایرک ڈانی ایل۔ بٹالہ

غزل

نتیجۂ فکر جناب پادری خیر اللہ صاحب قاضی۔ لاہور

طرح۔ خوشا دماغ کہ رہتی ہے جس میں بُو تیری

ملیگا تو اُنہیں جن کو ہو جُستجو تیری
وہ نیک فال ہیں جنکو ہو آرزو تیری

خوشا وہ دل کہ جسے تُو نے ہے کیا مسکن
خوشا دماغ کہ رہتی ہے جس میں بُو تیری

مسیحا تو ہے عجیب دستگیر قادر رب
کرے جو شک تو وہ لیتا ہے آبرو تیری

بنینگے پاؤں کی چوکی ترے ہمہ اعدا
بروزِ حشر کہ جب ہوئے گفتگو تیری

گنہگاروں کے بدلے ہُوا ہے تو قرباں
اسی سبب سے یہ شہرت ہے چار سُو تیری

تجھی نے خلق کیا ہے مجھے اسی باعث
میں کرتا رہتا عبادت ہوں اے یسُو تیری

نہیں ہے بندہ ترا ہے غلام شیطاں کا
کہ جس میں ہوئے نہ اے شاہ خو و بُو تیری

ہُوا ہُوں جب سے ترا عاشق اے مرے سرورؔ
مجھے تلاش ہے ہر وقت کُو بہ کو تیری

خوشی سے رقص میں آؤں میں بیخودی سے وہیں
جو دیکھوں خواب میں وہ شکل خوبرو تیری

تڑپتا رہتا ہوں سیماب کی طرح ہردم
نہیں قرار کہ از بس ہے جستجو تیری

مسیح قاضئ حاجات ہے نہ ڈر قاضی
کریگا پُوری وہ ہر ایک آرزو تیری

پادری جوئیل واعظ لعل صاحب مرحوم

از ڈاکٹر آئی یو۔ ناصر صاحب۔ لاہور

دہلی بپٹسٹ مشن کے مشہور عالم و فاضل پادری جوئیل واعظ لعل صاحب ۳۱ اگست اتوار کی صبح کو اِس دارِ ناپائدار سے چل بسے۔ آپ چند سال سے علیل تھے اور گو آپ کا عارضہ اس قسم کا نہ تھا کہ آپ ہر وقت بستر پر لیٹے رہتے مگر وہ رفتہ رفتہ گھلتے جا رہے تھے۔ یورپ اور ہندوستان کے بڑے بڑے نامی ڈاکٹروں اور حکیموں سے آپ نے اپنا امتحان کرایا۔ مگر کوئی علاج راس نہ آیا۔ ہزار جتن کئے مگر قضا کے آگے ایک نہ چلی۔ آپکی موت دل کی حرکت کے دفعتہً بند ہو جانے سے واقع ہوئی۔ اور چونکہ سپاٹو جیسے دور افتادہ مقام میں آپکا انتقال ہوا دور دور کے دوستوں کو اس سانحہ جانکاہ کی خبر دیر سے ملی۔ اول خیال جو اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی دل میں پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ "آج کے دن . . ایک بہت بڑا شخص اسرائیل کے درمیان گر گیا" واعظ لعل کی قابلیت کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کا ایک نہایت روشن ستارہ اور ہندوستانی مسیحی جماعت کی فضا میں منور چاند تھا۔

آخری چار سال سے اردو عہد عتیق کے ترجمے کی نظرِ ثانی کا کام اُن کے سپرد کیا گیا تھا۔ اپنے گذر جانے سے پیشتر آپ نے زبور کی کتاب کے اخیر تک بلکہ کچھ حصہ امثال کا بھی ختم کر لیا تھا۔ نظرِ ثانی کی کمیٹی کے پانچ شرکا میں آپ صدر کا درجہ رکھتے تھے۔ نظرِ ثانی کا مسودہ تیار کرنا خالہ جی کا گھر نہیں ہے جن لوگوں کو خود ایک غیر زبان سے ترجمہ کرنا پڑا ہے وہی اسکی مشکلات کو سمجھ سکتے ہیں اور پھر کتاب مقدس کے مطالب کو موزوں اور عام فہم الفاظ میں ادا کرنا تو اور بھی ٹیڑھی کھیر ہے۔ مگر جس قابلیت اور تن دہی سے آپ نے اس خدمت

کو انجام دیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ اب چاروں طرف نظر دوڑانے سے کوئی آدمی انکے پایہ کا نظر نہیں آتا جو اکیلا اس کام کو نبٹا سکے۔ یوں تو آدمیوں کی آمد و رفت کا تانتا لگا ہی رہتا ہے۔ اور دُنیا کے کام کسی انسان کے گزر جانے سے بند نہیں ہوتے۔ مگر انسانی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ پادری واعظ لعل کے برابر زباندان اور کتاب مقدس کا ماہر اور اُس کے مضمون کو اُردو زبان میں صفائی سے ادا کرنے والا اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

واعظ لعل کی طبیعت میں کچھ عجیب متضاد صفات واقع ہُوئی تھیں۔ ادھر تو آپ بڑے عالی دماغ اور بلند نظر تھے۔ بلکہ اپنے بچّوں کو آخر تک یہی سمجھاتے رہے کہ بیٹا امتحان میں کامیاب ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تم ہمیشہ ایسی کامیابی کو مدنظر رکھو کہ انعام پاؤ۔ تمغے حاصل کرو اور اوّل نکلنے کا سہرا تمہارے سر پر بندھے۔ باوجود اسکے آپ پرلے درجے کے حلیم اور خاکسار تھے۔ اور اپنی قابلیت کو پہچانتے ہُوئے خود بیں یا متکبر نہ تھے۔ بارہا اثنائے گفتگو میں آپ نے فرمایا کہ میں حیران تھا کہ یہ تمام زباندانی میرے کس کام آئیگی۔ اب جب سے میں نے کلام مقدس کی نظر ثانی کا بیڑا اُٹھایا ہے مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ میری تمام لیاقت اسی مقدس خدمت کے لئے مجھے عنایت ہُوئی تھی۔ آپ نے اپنی ساری لیاقت اور علم کو اپنے نجات دہندے کے قدموں پر نثار کر دیا۔ آپ سے نہ فقط ہندوستان۔ بلکہ انگلستان کے بڑے بڑے کالجوں میں بھاری مشاہرے پر نوکری اختیار کرنے کی درخواست کی گئی۔ مگر آپ نے خدا کی خدمت میں تھوڑی تنخواہ پر گذارہ کرنا ہزاروں روپے کمانے سے بہتر سمجھا۔ آپکو یقین تھا کہ کلام مقدس کی نظر ثانی کی خدمت ہی آپکی زندگی کا حقیقی مدعا ہے۔

آپکو اپنے بچّوں کی تعلیم کا بہت خیال تھا۔ آخری دن تک اُنکو خود لکھانے پڑھانے میں بہت سا وقت صرف کرتے تھے۔ بڑے بیٹوں

کو اُنہوں نے انگریزی مدارس میں تعلیم دلوانا مناسب سمجھا۔ بلکہ اِس بات کی بھی پروا نہ کی کہ وہ کونسی کلیسیا کا مدرسہ ہے۔ جب ہندوستانی نام رکھنے کی وجہ سے اُن کے بچوں کے انگریزی سکولوں میں داخل ہونے پر اعتراض اُٹھایا گیا تو آپ نے اپنا نام بجائے جوئیل واعظ لعل کے جے ڈبلیو لا۔ رکھ لیا۔ بعض لوگ شائید اُن کے اس فعل کو اُن کی طبیعت کی کمزوری پر محمول کرینگے مگر اُنکا اصول یہ تھا کہ اگر اُن کا نام بدلنے سے بچّوں کو فائدہ پہنچ جائے تو اُس کو ضرور بدل لینا چاہیئے۔ آخر نام میں رکھا کیا ہے؟

جو حالات اُن کے آخری ایام کے سُننے میں آئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ آپکا آخری وقت نزدیک ہے بات چیت میں بار بار ایسے اشارے کرتے تھے جن سے پایا جاتا تھا کہ آپ چند روز کے مہمان ہیں اور اجل کا پیغام جلد آنے والا ہے۔ چنانچہ ایک روز کسی بیٹے پر ناراض ہُوئے اور کہنے لگے کہ میں اب تمہیں نہیں پیٹتا۔ تم میرے بعد کہا کرو گے کہ والد نے مجھے پیٹا تھا۔ جب بچّوں کی رخصتیں پوری ہو چکیں اور اُنہیں لکھنؤ میں اپنے سکول کو لوٹ جانا تھا تو مسٹر لا کو اُنکی مفارقت گوارا نہ ہُوئی۔ وہ سپاٹو سے کچھ دور تک اُن کے ساتھ ریل میں جانا چاہتے تھے۔ مگر جب واپس جانے کا قصد کیا تو محبتِ پدری نے پھر جوش مارا اور آگے کسی اور اسٹیشن تک جانے کا ارادہ کیا۔ آخر اسی طرح جاتے جاتے لکھنؤ تک بیٹوں کے ساتھ گئے اور بڑی مشکل سے اُن سے جُدا ہُوئے۔ پھر دہلی میں الوداعی ملاقاتیں کرکے سپاٹو کو واپس گئے۔ اُن کے خویش و اقارب اُن کی میّت کو دہلی میں لے گئے اور اُن کی بیوی کی قبر کے پہلو میں اُسکو زمین کے حوالے کیا۔

پادری واعظ لعل کلام مقدس کے بڑے فصیح واعظ تھے۔ اپنی تقریر میں لفظوں سے ایسا نقشہ کھینچتے کہ سُننے والے بُت کی طرح ساکت بیٹھے رہتے

طبیعت میں مذاق بھی کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ محفل میں اپنی خوش طبعی شعرخوانی اور قصہ گوئی سے ایسا رنگ جماتے تھے کہ اُٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ راقم سطور کو آپکے ساتھ بحیثیتِ نظر ثانی کی کمیٹی کا ممبر ہونے کے کئی مرتبہ اکٹھا رہنے کا اتفاق ہُوا۔ آپ کی خندہ روئی کی تصویر ہر وقت میری آنکھوں میں پھرتی ہے۔ آپ کی دوستی میرے لئے فخر کا باعث تھی۔ آہ! ایسا بے تکلف زندہ دل اور لائق مسیحی دوست کہاں ملیگا؟

ناصر

وفاتِ حسرت آیات

ناظرین! یہ سُن کر بہت غمگین ہونگے کہ کل بتاریخ ۲۷ اکتوبر صبح ۶ بجے بمقام امرتسر مسز رلیارام زوجۂ محترمہ بابو رلیارام صاحب مرحوم۔ وکیل امرتسر اس جہان فانی سے رحلت فرماگئیں + ۴ بجے شام کے قریب میت اُٹھی۔ شہر کے رؤسا ساتھ تھے۔ ہندو مسلمان اور مسیحیوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ لاہور اور دیگر شہروں سے لوگ نماز جنازہ میں شریک ہونے آئے۔

آپنے ۷۵ سال کی عمر پائی جو فی زمانہ بڑی کافی عمر تصوّر کیجاتی ہے۔ مگر ایک نیک خاتون اور پاک بزرگ کا سایۂ اُٹھ جانا کیا کم قلق کی بات ہے + آپکی سادہ اور عاقلانہ زندگی کا امرتسر میں اتنا اثر تھا کہ بڑے بڑے گھروں کی عورتیں آپ سے صلاح لینے آتی تھیں + آپ کی موت سے آپکے پانچوں صاحبزادوں نے سخت صدمہ اُٹھایا ہے + ہم مسیحی کی طرف سے مرحومہ کے سب پسماندگان اور عزیز و اقارب سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ ہماری قوم کے بزرگ کی اہلیہ مطہرہ کو غریقِ رحمت کرے۔

ایڈیٹر

"وہ نو کہاں" ہے (لوقا ۱۷: ۱۷)

افادۂ جناب پروفیسر خیراللہ صاحب۔ ڈونٹی کالج۔ لاہور

ہمارے خداوند نے اپنی موت سے دو ماہ پیشتر لعزر کو جلایا۔ اور جب یہودیوں نے اُسکے قتل کا پختہ طور پر منصوبہ باندھا۔ تو وہ شہر افرائیم کو چلے گئے۔ وہاں سے پیریہ پھر گلیل۔

اسکے بعد وہ گلیل اور سامریہ کے سرحدوں سے اس طرح پر کہ گلیل اُسکے بائیں اور سامریہ اُسکے دہنے ہاتھ پر مشرق کی طرف بیت شان کو پہنچے۔ وہاں ایک پل پر سے یردن کو عبور کیا۔ اور یردن کے کنارے کنارے اُن قافلوں کے ساتھ جو عید فسح کیلئے یروشلیم کو جارہے تھے اپنے آخری سفر کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں بچوں کو برکت دی۔ دولتمند جوان سے باتیں کیں۔ اپنے قتل اور جی اُٹھنے کی صاف خبر دی اور زبدی کے بیٹوں کے سوال کا جواب دیا۔ بعدہٗ بیت عبارہ کے پاس یردن سے مغرب کی طرف عبور کرکے یہودیہ کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ وہاں پر ایک گاؤں کے پاس اُنہیں دس کوڑھی ملے۔

کوڑھ۔ اسکے لئے کلام اللہ میں جو عبرانی لفظ آیا ہے اُسکے لفظی معنے "چوٹ" "مار" اور "سزا" کے ہیں۔ اور یونانی لفظ کے معنے "چھلکے والی بیماری" ہے۔ درحقیقت یہ بیماری خدا کی طرف سے ایک سخت سزا تھی۔ اور یہ گناہ کی علامت تھی۔ یہ بیماری مصریوں اور اسرائیلیوں میں عام تھی۔ اسکے مختلف اقسام تھے۔ مگر جو کوڑھ کہ بنی اسرائیل میں پایا جاتا تھا وہ سفید رنگ کا ہوتا تھا۔ وہ ایک چھوٹے سے داغ یا آماس سے شروع ہوتا تھا۔ پہلے جلد سے ذرا نیچے۔ پھر بال سفید ہوجاتے اور داغ پھیلتے اور کچا چمڑہ دکھائی دیتا۔ بال اور ناخن گر جاتے اور رفتہ رفتہ اُنگلیاں۔ ناک وغیرہ اعضا گرنے

گلتے + اور دماغی قواء میں فرق آجاتا +

جب یہ بیماری نمودار ہوتی + تو وہ شخص کاہن کے پاس لایا جاتا + اور جب ثابت ہوتا کہ یہ کوڑھ ہے + تب اُسکے کپڑے پھاڑے جاتے + سر ننگا کیا جاتا + اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹھ کو چھپالیتا + اور کہتا کہ" ناپاک۔ ناپاک۔ ناپاک" + سو وہ آدمیوں میں سے نکالا جاتا + اور بنی اسرائیل میں نکالتے وقت یہ دستور تھا۔ کہ لوگ اُس مبروص کے پیچھے ہو لیتے۔ اور" ناپاک۔ ناپاک" پکارتے اور مٹھی بھر بھر کر مٹی اسکے پیچھے پھینکتے (جس کا مقصد یہ کہ اب وہ زندوں میں شمار نہیں) سو ایسا شخص بے یار و مددگار باہر آبادی سے دُور رہا کرتا تھا + کبھی کبھی کئی کوڑھی مل کر ایک ساتھ رہتے + جیسے یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ دس کوڑھی جمع ہیں +

ان کوڑھیوں نے جب خداوند کو دیکھا۔ تو دُور سے چلائے +" اے یسوع اے صاحب ہم پر رحم کر" خداوند نے حکم دیا۔ کہ" جاکر اپنے تئیں کاہن کو دکھاؤ" وہ فوراً کاہن کے پاس چلے۔ اور جب راہ میں ایک نے دیکھا کہ میں شفایاب ہوا۔ تو شکرگزاری کرتا ہوا لوٹا + اور پاؤں پر گر پڑا + خداوند نے بڑے افسوس اور تعجب سے فرمایا۔ کہ" وہ نو کہاں؟" (لفظ" کہاں؟" بطور سوالیہ عہدِ عتیق میں کم از کم چالیس بار اور عہدِ جدید میں بیس بار آیا ہے دیکھو پید ۳: ۹ و ۴: ۹ و ۲۷: ۳۳ وغیرہ وغیرہ) +

کلام اللہ میں جہاں کہیں اس قسم کا سوال مذکور ہے۔ حیرت تعجب اور افسوس اُس سے ٹپکتا ہے +" وہ نو کہاں؟ پہلے وہ کہاں تھے؟ اب کہاں ہیں؟ اور آئندہ کہاں ہونگے؟ وہ جو ابراہیم کے فرزند کہلاتے ہیں کیسے ناشکرے ہیں +

ناظرینِ مسیحی! ہم نے جو حقیقی کوڑھ سے شفا پائی ہے کس حالت میں ہیں + کیا خداوند ہماری بھی شکایت کرتا؟

قاضی

یوم الجمعہ

خاص مسیحی کے لئے

از قلم پادری قاضی خیر الله صاحب۔ لاہور

۱۔ حضرتِ آدم جمعہ کے دن عالمِ ہستی میں آئے

۲۔ آدمِ ثانی (ربنا المسیح) جمعہ کے دن مصلوب ہُوئے۔

۳۔ مکابی فوج نے جمعہ کے دن انٹاکس پر فتح پاکر مقدس ہیکل پر قبضہ کیا۔ جس کے بعد عیدِ تجدید کی بُنیاد پڑی۔

۴۔ مشہور مُصلح۔ مارٹن لوتھر جمعہ کے دن وارمس کی مجلس میں حاضر کئے گئے۔

۵۔ فرانس والے جمعہ کو Vendnedi یعنی زہرہ کا دن کہتے ہیں۔

۶۔ گلیڈسٹون۔ ڈس ریلی اور بسمارک جمعہ کے دن پیدا ہُوئے تھے۔

۷۔ سیکنڈ نیویا کے باشندے جمعہ کو سب سے زیادہ خوش قسمتی کا دِن گنتے ہیں۔

۸۔ قدیم انگریزوں کا خیال تھا۔ کہ جو انڈے جمعہ کے دن مرغی دے۔ وہ دردِ قولنج کے لئے از حد مفید ہیں۔

۹۔ گذشتہ سالوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہے۔ کہ جمعہ کے دن بہ نسبت اور دنوں کے بندرگاہوں سے کم جہاز روانہ ہوتے ہیں۔

۱۰۔ یُورپ کے بعض ممالک میں جمعہ "بلیک فرائڈے" کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ یُوروپ اور امریکہ کے باشندے جمعہ کے دن شادی کرنیکو بدشگون تصوّر کرتے ہیں۔

۱۲۔ جمعہ امریکہ کے لئے بڑی خوش قسمتی کا دن ہے۔ کولمبس نے امریکہ جمعہ کو دریافت کیا۔ اور اُسی روز اُس میں داخل ہُوا۔

مسیحی پادری امریکہ میں جمعہ کے دن داخل ہوئے ۔
واشنگٹن جمعہ کے دن پیدا ہوا ۔

۱۳- اہل اسلام جمعہ کو سب سے مقدس اور خاص دن مانتے ہیں ۔
۱۴- مشہور مسیحی اخبار نور افشاں پہلے پہل (۱۸۷۳ء میں) جمعہ کے دن شائع ہوا ۔
۱۵- قاضی عبد الکریم صاحب (افغان) مسیحی ایمان کے باعث سرحد پر جمعہ کے دن شہید ہوئے ۔
۱۶- مشہور کتاب تحقیق الاسلام (مصنفہ پادری مولوی غلام مسیح صاحب) کا پہلا حصہ جمعہ کے دن شائع ہوا ۔

قاضی

ریویو کتاب نایاب

مسمی بہ

تحقیق الاسلام

پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر اخبار نور افشاں کی نہایت عالمانہ کتاب ہے۔ جسکے تین حصے حقیقت الاسلام - اہل اسلام غیر اسلام سر اپنے لئے دلچسپی و فیض رسان ہیں ۔ ایک بڑی خوبی جو ہم اس کتاب میں پاتے ہیں وہ اسکی شائستہ و شستہ زبانی ہے ۔ دلائل قاطع و ساطع نہایت معقول اور سنجیدہ الفاظ میں پیش کیگئی ہیں کہ کوئی مسلمان اسکو پڑھکر ناراض یا آزردہ خاطر نہیں ہو سکتا ۔ ہر دعوے کو آیتوں اور روایتوں سے اس حسن و خوبی کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ بے تعصبیا آمنا و صدقنا زبان پر آتا ہے ۔ کتاب میں بڑی خوبصورتی سے واضح کیا گیا ہے کہ اسلام مسیحیت کا حصہ ہے اور بہت سی غلط فہمیاں جو لوگوں میں خصوصاً اہل اسلام میں مسیحی مذہب کے متعلق پھیلی ہوئی ہے اسطرح دور کیگئی ہیں جسطرح روشنی آفتاب کے سامنے تاریکی کافور ہو جاتی ہے ۔ کتاب مذکور پادری صاحب کی سالہا سال کی عرقریزی اور محنت کا نتیجہ ہے ۔ آپنے بغیر کسی سوسائٹی یا انجمن کی مالی امداد کے یہ کتاب بغیض انتساب تصنیف فرمائی ہے اور ہمیں امید ہے کہ بہت سے اہل اسلام اسکو پڑھکر مسیحیت کے سو جان سے دلدادہ ہو جائینگے ۔ پادری صاحب مستحق ہزار قدر دانی ہیں ۔ مشنریوں پادریوں اور مناد وں کے کتبخانے بغیر تحقیق الاسلام کے خانہ بے نور کے مصداق ہونگے ۔ امید ہے کہ خواندہ منصف مزاج اہل اسلام اور جملہ مسیحی اس کتاب کو خرید فرما کر اسکے مطالعے سے اپنی معلومات کے دائرے کو

نیچری مذہب

از قلم معجز رقم جناب تقدس مآب پادری کینن - جے علی بخش صاحب لاہور

جس نیچری مذہب کا رواج یوروپ و امریکہ کے علما میں ترقی پذیر ہے اُسے ماڈرنزم (Modernism) کہتے ہیں یعنی زمانہ حال کا مذہب +

سرسید احمد خاں مرحوم نے گذشتہ صدی میں اسی قسم کی تعلیم کو فروغ دیا اور جو تعلیمیافتہ مسلمان اُن کی اس تعلیم سے متاثر ہوئے اُن کو لوگ نیچری گننے لگے تھے + آجکل اس تعلیم کا اثر مسیحی تعلیمیافتہ لوگوں میں بھی بڑھتا جاتا ہے + اس تعلیم کے ماننے والے پرانے خیال کے مسیحیوں کو جو بائبل کو کلام خدا مانتے اور اُس کے قصوں اور تاریخوں کو صحیح جانتے ہیں نظر حقارت سے دیکھنے لگے ہیں [illegible] ایک اخبار میں ماڈرنزم کے ایک حامی نے اس نام کا ایک مضمون دیا "تفرقہ کلیسیاؤں کی بنیادیں ہلا رہا ہے" - اور اس میں اپنی اس نئی تعلیم کے اصول قلمبند کئے + اور ان لوگوں کی طرف سے ان اصولوں کا بیان پہلی دفعہ شائع ہوا + گو مختلف کتابوں میں پرانے مذہب پر نکتہ چینی کرتے وقت ایسے اصولوں کا ذکر گاہے گاہے اتفاقیہ طور پر ہوتا رہا + اس لئے اس عقیدہ سے واقف ہونا خالی از فائدہ نہ ہوگا - وہ یہ ہے :-

(۱) - خدا خرد اور شخصیت ہے + لیکن اُس کی نہ انسانی صورت ہے نہ بدن ہے + وہ ساری فطرت میں اپنے تئیں منکشف کرتا ہے لیکن وہ روح ہے اور مادہ سے متغائر +

(۲) - آسمان میں نہ موتیوں کے پھاٹک ہیں نہ بربطیں + نہ ہوسعنا کی صدائیں +

(۳) - دوزخ کی آگ کچھ نہیں + شیطان پارسیوں کے زردشتی مذہب

کی اختراع ہے +
(۴)- ایک بھوکے شخص کے صندوق میں دعا روٹی نہیں ڈال دیتی جبتک کہ کوئی انسانی وسیلہ نہ ہو +
(۵)- بقا بدن کی نہ ہوگی + شخصیت قائم رہیگی لیکن بدن کی کوئی قیامت نہ ہوگی +
(۶)- مسیح کی اعجازی پیدائش عقیدہ کالازمی جز نہیں اور غالباً یہ امر واقعی بھی نہیں +
(۷)- عہد عتیق کے معجزے بالکل فسانے ہیں اور نئے عہد نامے کے معجزے پیچھے ڈالے گئے - جادو مسیح کی شان کے شایاں نہیں +
(۸)- یہ جملہ کہ مسیح آسمان پر چڑھ گیا ایسے شخص نے عقیدہ میں ڈالا جو یہ سمجھتا تھا کہ آسمان اس زمین کا چوبارہ تھا + یہ کہنا کہ لوگ اب تک اسے مانتے ہیں ہنسی کی بات ہے +

اگر اس عقیدے کے اجزا کا بائبل کے بیان سے مقابلہ کریں تو اس کا صدق وکذب ظاہر ہو جائیگا +
(۱)- خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا (پیدائش - ۲۶)- مسیح خدا کی صورت پر ہے (عبرانی -۱- ۱ سے ۳ یوحنا ۱۴- ۸ و ۹)
(۲) "یہ سب ایمان میں مر گئے . . . . وہ اس پائیدار شہر کا امیدوار تھا (عبرانی ۱۱- ۱۳ سے ۱۶)
"میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں- اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا . . . . میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں (یوحنا ۱۴- ۱ سے ۳)
(۳) دوزخ کی آگ کا تو ذکر نہیں لیکن اس کا تو ذکر ہے" اس دن

آسمان بڑے شور و غل کے ساتھ برباد ہو جائینگے اور عناصر حرارت کی شدت سے پگھل جائینگے اور زمین اور اُس پر کے کام ٹل جائینگے (۲ پطرس ۳-۱۰)
"اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر انہیں کھا جائیگی۔ اور اُن کا گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور گندھک کی اُس جھیل میں ڈالا جائیگا جہاں وہ حیوان اور جھوٹا نبی بھی ہوگا" (مکاشفہ ۲۰-۹ و ۲۰)۔
شیطان کا تو صاف ذکر ہمارے خداوند نے کیا "میں شیطان کو بجلی کی طرح آسمان سے گرا ہوا دیکھ رہا ہوں" (لوقا ۱۰-۱۷ و ۱۸)۔ نیز دیکھو یسعیاہ ۱۴-۱۲۔

(۴) "مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ ڈھونڈھو تو پاؤ گے . . . . . کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے" (متی ۷-۷ و ۸)۔ یہ الفاظ خود ہمارے خداوند یسوع کی زبان مبارک سے نکلے اور دعا کی تاثیر کے بارے میں کافی مستند ہیں۔

(۵) "ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہنے" (۱ کرنتھی ۱۵-۵۴)۔ "اگر مُردوں کی قیامت نہیں تو مسیح بھی نہیں جی اُٹھا۔ اور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ ہے" (۱ کرنتھی ۱۵-۱۲ سے ۱۷ و ۴)۔

(۶)۔ ہمارے خداوند کنواری سے پیدا ہوئے جس کی خبر یسعیاہ نبی نے دی تھی (یسعیاہ ۷-۱۴) اور اس کی تکمیل لوقا ۱-۳۵ میں مذکور ہے۔

(۷)۔ ان نیچری لوگوں کا معجزوں پر ایمان نہ لانا اُن کی بے ایمانی کا اظہار ہے۔ وہ قدرت کے کام خود اُن کا جواب ہیں۔

(۸)۔ مسیح کے صعود کا مفصل بیان انجیل میں ہوا۔ اور وہاں سے اُس کے اُترنے کا بھی صاف ذکر ہے (۲ تھسلنیکیوں ۴-۱۶ سے ۱۸)۔

لیکن ایسی بے ایمانی کی خبر مقدس پطرس نے ان الفاظ میں دی تھی " اخیر دنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھے کرنے والے آئیں گے جو اپنی خواہشوں کے موافق چلیں گے اور کہیں گے کہ اُس کے آنے کا وعدہ کہاں گیا (۲ پطرس ۳-۳ و ۴)

لیکن شکر ہے کہ خدا کے کلام میں ان کم اعتقادیوں کے بالمقابل بڑی تسلی پائی جاتی ہے (۲ پطرس ۱-۱۴-۱ امیوں ۳-۱۶ سے ۹)

سلسلہ مشاہیر قوم

مرحوم ڈاکٹر ۔ جے ۔ سی ۔ چیٹرجی صاحب ۔ ڈی ۔ ڈی ہوشیارپوری

پادری صاحب ایک اعلےٰ بنگالی برہمن خاندان سے تھے اور شہرۂ آفاق مشنری ڈاکٹر الگزنڈر ڈف کے شاگرد رشید ۔ آپ ہشیارپور میں زیادہ عرصے کام کرتے رہے اور اُس ضلع کے کام کو ایسا سنبھالا جیسا سنبھالنے کا حق ہوتا ہے ۔ دیسی اور بدیشی مسیحیوں کی ایک بڑی بھاری جماعت کا انتظام اس خوبی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ سب دنگ رہ گئے ۔ آپ شمالی ہند کے بڑے معزز لیڈر سمجھے جاتے تھے اور جیسی آپکی عزت دیسی مسیحیوں اور مشنریوں میں تھی ویسی کم کسی کو حاصل ہوئی ۔ دو چار مسیحی اگر اس پائے کے پیدا ہو جائیں تو ہندوستان کی کایا پلٹ دیں اور چند سال ہی میں اتم مسیحی جوبن میں لے آئیں ۔

بنگال اور پنجاب

جولائی ۱۸۳۰ء کی ایک خوشگوار صبح کا سماں تھا کہ پادری ڈاکٹر ڈف صاحب نے ایک سکول شہر کلکتے میں کھولا جسمیں تمام علوم مغربی انگریزی میں پڑھائے جانے لگے اور انگریزی علم ادب اور مسیحی مذہب کے جو ہر رد کے خزانے ہندوستانیوں کو پہلے پہل دکھائے گئے ۔ کیا انگریزی کیا دیسی کیا مسیحی کیا غیر مسیحی سب نے مخالفت شروع کی اور اعتراضات کی بھرمار شروع ہوئی کہ یہ ایک پادری کیلئے سراسر تضیع اوقات ہے ۔ آہستہ آہستہ سکول عوام اور سرکار دونوں کی نظروں میں عزت حاصل کرتا گیا ۔ اور جلدی ہی کوڑیوں سکول اس طرز کے جابجا ہندوستان میں مشنریوں نے کھولدیئے ۔ مغربی خیالات سب میں نئی روشنی پھیلانے لگے اور تھوڑے دن بعد انگریزی ہی ہماری زبان قرار دیگئی ۔ ایسے سکول کیا کھلے لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں اور بہت سے لوگ مسیحی دین کے قائل ہوئے ۔ اور بت پرستی کو چھوڑ کر خداوند مسیح کو اپنا شفیع جاننے اور ماننے لگے ۔ کچھ مسیحی بنگال سے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں آئے اور رہنے سہنے لگے ۔ یہانتک کہ ہمارے پنجاب میں بھی چند بنگالی مسیحیوں نے آکر بود و باش اختیار کی جنمیں سے ایک ہمارے بزرگ پادری چیٹرجی تھے ۔ انجیل شریف کی تعلیم بڑے زور و شور سے بیشمار مشنری سکولوں میں دی جانے لگی ۔ اور تعلیم دینے والے زیادہ تر ڈاکٹر ڈف صاحب ہی کے تعلیم دئے ہوئے مشنری اور دیسی مسیحی تھے ۔

بچپن کے حالات۔ کالی چرن چیٹرجی صاحب ۲۳ اگست ۱۸۴۹ء میں سکھچار نام ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جو دریائے ہگلی کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ اور کلکتے سے کوئی ۹ میل شمال کی طرف ہے۔ آپکے والد بزرگوار کا نام رام ہری چیٹرجی تھا جو رادھیا گون برہمن تھے۔ اس ذات کے برہمن اُن پانچ برہمنوں سے اپنا سلسلہ ملاتے ہیں جنہیں مشرقی بنگال کا راجا آدسیر نویں صدی عیسوی میں قنوج سے اپنے ہاں لایا تھا اسلئے یہ برہمن اپنے بزرگوں پر بہت فخر کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات مہا برہمن کہکر پکارے جاتے ہیں۔ بچپن میں آپنے اپنی موسی (خالہ) کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی کیونکہ آپکے والدین کو اپنے کاروبار سے انکی طرف توجہ کرنیکی فرصت کم ملتی تھی۔ آپ ہمیشہ اپنی موسی کے بہت ممنون احسان تھے جنہوں نے انہیں شاستروں۔ پوجا پاٹ۔ پُن دان کی نہایت عمدہ تعلیم اور تربیت دی۔ آپکے گھر میں کالی مائی کی بہت پرستش ہوتی تھی اور خوب چڑھاوے چڑھتے تھے اور بکریوں اور بھینسوں کی بھینٹ دی جاتی تھی۔ گویا کہ یہ تعلیم انکی گھٹی میں پڑی تھی کہ بغیر خون بہائے پاپ موکش نہیں ہوسکتے۔ آپکا نام کالی چرن بھی اس خونناک دیوی کی بدولت ملا۔ پانچ برس کے ہوئے تو سکول میں ڈالے گئے۔ آٹھ برس کی عمر میں آپنے جنیو پہنا اور اُپنائن کی رسم ادا کرکے دوجنمے بنے۔ کچھ دن بعد آپ اگرپاڑہ سی۔ ایم۔ ایس کے سکول میں داخل ہوئے جو آپکے والد کے گھر سے دو میل پر تھا۔ تاکہ انگریزی کی تعلیم حاصل کریں۔ یہاں پہلے پہل آپکو انجیل کی پاک تعلیم کا علم ہوا۔ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر بابو گورو چرن بوس تھے جو خود ایک سچے اور سرگرم مسیحی تھے۔ تمام استادان جو تعداد میں نو تھے مسیحی ہی تھے اور اعلیٰ مسیحی چال چلن رکھتے تھے۔ آپ پر اور جیسوں آپکے ہم جماعتوں پر ہیڈ ماسٹر صاحب اور انکے ایک ماتحت استاد کے چال چلن کا بڑا اثر ہوا۔ آپنے خداوند مسیح کا اپنے دیوی دیوتاؤں سے مقابلہ کیا۔ ترازو میں تولا اور مسیح کا پلہ بھاری تر بھاری پایا۔ رامائن مہابھارت اور دیگر ہندو کتابوں کے ڈھکوسلوں کا مسیح کی انجیل اور بائبل شریف کے واقعات سے خوب مقابلہ کیا۔ اور انجیلی تعلیم کو بہتر پاکر مسیح اور اسکی تعلیم کو بہتر جانا۔ اور اپنا اصول زندگی بنایا۔ اور مسیح کے متعلق دل سے بزبان شاعر فرمایا ؎

دیکھ کر تجھ کو حسینانِ جہاں مان گئے
جتنے معشوق تھے صدقے گئے قربان گئے

انہی ایام میں آپ مدرسے کے بائبل شریف کے امتحان میں اول نکلے اور انعام میں ایک نہایت خوبصورت جلد کی بائبل آپکو ملی۔ سکندر کی پیاسی روح کو گویا خضر نے آبحیات پلایا۔ آپ اور تین اور آپکے ہم جماعتوں نے ڈاکٹر ڈف سے باقاعدہ بائبل کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی اور دعائیں مانگیں کہ الٰہی ہمیں [illegible] ہدایت

عنایت فرما۔ مسیح کی مصائب اور شفاعت کے متعلق جو آیتیں تھیں انہیں پڑھکر سب خداوند مسیح کو اپنا اُستاد رہنما اور منجی سمجھنے لگے۔ رومیوں کے خط کے پانچویں باب نے رہے سہے شکوک بھی رفع کر دیئے اور آپنے علانیہ مسیح کے شافیع عالم ہونیکا اقرار کرنیکا ارادہ کر لیا۔ بُت پرستی اور ہندوانی ریت رسموں سے ہاتھ دھوئے۔ مگر کھلم کُھلا اقرار میں بہت سی رکاوٹیں حائل ہو گئیں جنکا انہوں نے اندازہ نہ کیا تھا۔ اسی اثناء میں سکول کے ایک سب سے پرانے طالب علم نے مسیح کا کھلے خزانے اقرار کیا۔ اُس بیچارے پر تکلیفوں کا طوفان برپا ہوا اور مصیبتوں کا آسمان ٹوٹ پڑا۔ گھر سے نکالا گیا۔ اپنے بیگانے ہوئے۔ ذات برادری سے خارج ہوا۔ لوگوں نے کھلیاں اُڑا اُڑا کر ناک میں دم کر دیا۔ اس پر ہر طرف سے زور ڈالا گیا۔ اس غریب نے تنگ آ کر پلٹا کھایا۔ ہندو مذہب میں آیا۔ افسوس!

کیا گذری بزم ناز میں جا کر غریب پر ۔۔۔ کچھ تم کو ہے خبر دلِ حسرت مآب کی

ہمارے بزرگ کا بھی یہ دیکھ کر ایمان ڈگمگا یا۔ ڈر گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ جو اسکے ساتھ ہوا میرے ساتھ بھی ہو۔ چنانچہ خفیہ مسیحی رہنے کا خیال سوجھا۔ نام کے ہندو اور کام کے مسیحی بننے کی سوچی۔ مگر یہ بھی نہ ہو سکا۔ مسیح کے الفاظ رات دن کانوں میں گونجتے تھے کہ جو لوگوں کے سامنے میرا اقرار کریگا۔ ابن آدم بھی فرشتوں کے سامنے اسکا اقرار کریگا۔ مگر جو شخص لوگوں کے روبرو میرا اقرار نہ کریگا۔ میں بھی اپنے باپ کے سامنے اسکا اقرار نہ کرونگا۔ آخری فیصلہ کرنا پڑا۔ کچھ ہو بپتسمہ لینا ضرور ہے۔ جب اپنے آقا چاہیں تو انکار کیونکر ہو ؎

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید ۔۔۔ کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

سب سوچ بچار کرکے اور آگا پیچھا دیکھ کر آپنے کلکتے کے مسیحی کالج میں چلے آنیکا ارادہ کیا۔ اس امید میں کہ وہاں بہت لوگ مسیحی ہیں اور ڈاکٹر ڈف اور انکے ہم خدمتوں سے ہر قسم کی ہمدردی اور پناہ ملیگی۔ انکا خیال ٹھیک نکلا۔ چنانچہ اپنے والدین سے اجازت لے ۱۸۵۴ میں کالج میں آ گئے۔ ہندو مذہبی رسموں کو دھتا بتائی۔ اور برادری والوں سے میل جول چھوڑ دیا اور اپنے والد سے کہدیا کہ میں مسیحی ہو جاؤنگا اور سب کے سامنے بپتسمہ لونگا۔ خفیہ عیسائی نہ رہونگا ؎

زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر ۔۔۔ یا وہ جگہ بتائے جہاں پر خدا نہ ہو

باپ نے بہت بُرائی بھلائی سمجھائی پر ع- یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اُتار دے۔
آپکو پادری ڈف صاحب تو نہ ملے مگر ڈاکٹر یوارٹ صاحب کے دست مبارک سے نومبر ۱۸۵۴ء میں گرجے میں خداوند کے در کی گدائی کو بادشاہی سمجھا یعنی بپتسمہ لے ہی لیا۔ گھر سے نکالے گئے برادری سے خارج ہُوئے اور سخت تکلیفیں اُٹھائیں۔ مشن نے آپکو پناہ دی اور سات برس ایک مسیحی بورڈنگ میں رکھا جسکے سپرنٹنڈنٹ پادری رائے بہاری ڈے صاحب تھے۔ یہاں آپکو کتاب مقدس کے مطالعہ کا بہترین موقعہ ملا۔ اور مسیحی عبادت کا حظ اُٹھایا اور مسیح اور اسکے شاگردوں کے پاک اور بے عیب چال چلن نے آپکے دل میں گھر کر لیا۔ اور دیوی دیوتاؤں کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ آپ پر اُن آیات نے خاص اثر کیا جو خداوند مسیح کی اذیتوں اور دکھوں کے متعلق انجیل میں ملتی ہیں۔ سکول اور کالج میں ہمارے بزرگ نے بڑی ناموری حاصل کی۔ اور دو چاندی کے تمغے آپکو ملے۔ انٹرنس پاس کیا تو وظیفہ لیا۔ اور ہر مضمون کا انعام پاتے رہے۔ اپنے استادِ نامدار پادری یوآرٹ کی مسیحیانہ موت سے ان پر ایسا اثر ہُوا کہ آپنے اپنی زندگی مسیح کی خدمت میں صرف کرنیکا مصمم ارادہ کیا۔

اکتوبر ۱۸۶۱ء میں مسٹر چیٹرجی کو جالندھر کے مشہور پادری گولک ناتھ صاحب کا گرامی نامہ ملا جنہوں نے مشن سکول کی ہیڈ ماسٹری دینے کا وعدہ کیا۔ آپنے منظور کیا۔ اور بنگال سے پنجاب میں آئے۔

بیا بیا کہ ز آمدنت اے بہشتِ نعیم
زمانہ بر تر از امید کامراں آمد

جلندھر آکر آپنے بڑے دھڑلے سے مسیحی خدمت شروع کی۔ سکول کی بہت ترقی ہُوئی۔ اور آپ کے ایک انٹرنس کے طالب علم جارج لونس مرحوم نے ایسی عزت پائی کہ چیفکورٹ پنجاب کے جج مقرر ہُوئے۔

جون ۱۸۶۳ء میں مسٹر چیٹرجی کا پاک نکاح پادری گولک ناتھ کی دوسری صاحبزادی میری سے ہُوا۔ اور دونوں میاں بیوی نے ۴۵ برس مسیحی خدمت جا بجا پنجاب میں کی۔ اور بہتوں کو فیض پہنچایا۔

اِس ہری ڈالی میں پانچ پھل لگے ایک لڑکا اور چار لڑکیاں۔ آپکے صاحبزادے

گولکناتھ کیمبرج سے آکر گورنمنٹ کالج لاہور میں ریاضی کے پروفیسر ہوئے اور بڑی شہرت حاصل کی جو انکے انتقالِ پرملال کے بعد بھی قائم ہے۔ آپکی تصنیف کی ہوئی کتابیں ابتک پنجاب کے سکول اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں +

سب سے بڑی صاحبزادی ہوناکی شادی ڈاکٹر ڈی۔ این۔ پی ڈٹا صاحب سول سرجن سے ہوئی۔ کچھ برس ہوئے کہ غریقِ رحمت ہوئیں۔ دوسری صاحبزادی کی خانہ آبادی کنور رگھبیر سنگھ ڈپٹی کمشنر سے ہوئی جو راجہ اور رانی ہرنام سنگھ کے صاحبزادے ہیں + تیسری لڑکی کی شادی جنکا نام لینا ہے۔ حیدرآباد کے ڈاکٹر جارج ننڈی سے ہوئی + سب سے چھوٹی ڈورا امریکہ سے ڈاکٹری کا امتحان پاس کرکے آئیں۔ اور اپنے والدین کے ساتھ مشنری کام کرنیکے بعد آپ رائے صاحب سنگت رائے۔ بی۔ اے سے بیاہی گئیں +

مسٹر چیٹرجی کی شادی کو ابھی کچھ دن ہی ہوئے تھے کہ آپکو گورنمنٹ سکول کی ہیڈ ماسٹری ملتی تھی پر آپنے منظور نہ کی۔ اور مشن میں تھوڑی تنخواہ پر مسیح کی خدمت کرنیکو سرکاری ملازمت کی امیری اور عزت پر ترجیح دی + ۱۸۶۵ء میں ڈاکٹر فورمن صاحب نے سکول مع کالج لاہور میں کھولا۔ اور مسٹر چیٹرجی کو ریاضی کا پروفیسر بنایا۔ مگر یہ کام آپکو نہ بھایا۔ آپ نے منادی کے کام کو بدرجہا بہتر سمجھا اور آخر کار ایسا اختیار کیا کہ مرتے دم تک اُسے نباہا اور بڑی خوبی سے نباہا + مسز چیٹرجی بنگالی عورتوں میں جاکر کلام سناتی تھیں +

۱۸۶۶ء میں مسٹر۔ ایچ۔ ای۔ پارکنز ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور کے اشارے سے ہوشیارپور میں مشنری کام کھولا گیا۔ اور مسٹر اور مسز چیٹرجی وہاں بھیجے گئے۔ ۱۸۶۷ء میں آپ نے یہاں ایک غریب خانہ اور ۱۸۸۲ء میں لڑکیوں کے لئے یتیم خانہ کھولا۔ جسکو میونسپل کمیٹی اور مسیحیوں نے روپے سے بڑی امداد دی + ۱۸۸۲ء میں آپ میونسپل کمشنر بنے اور بعد میں پریزیڈنٹ کے عہدے پر سرفراز ہوئے + اب تو آپ شہر کے لوگوں کے دلوں پر چھا گئے۔ اور ہسپتال اور سکول اور غربا نوازی کا باب کھولدیا + آپکے مسیحی کام اور چال چلن اور مہربانی کو دیکھ کر سینکڑوں خداوند مسیح کے قائل ہوئے۔ ۲۹ ہندو مسلمان

خاندان مسیحی دین میں شامل ہُوئے۔ ہندو شرفا اور مسلمان راجپوت سچّا اسلام لائے۔

چھوٹی ذاتوں اور غریبوں مسکینوں میں کام - برہمن ہوکر آپ گاؤں کے لوگوں سے مسیح کے نام کی خاطر ایسے شیر و شکر ہُوئے کہ ہزاروں کو مسیحی ہونے کا شرف حاصل ہُوا۔ چھوٹوں کی خاطر آپ چھوٹے بنے۔ جو شخص کہ ایسے لوگوں سے چھو جانے سے ناپاک بنے وہ پیارے خداوند کی خاطر اُن میں گھُل مل جائے تو اسے معمولی کسر نفسی اور خود انکاری تصور کرنا ٹھیک نہیں۔ بڑے پتے کو مار کر اس رتبے پر پہنچتے ہیں۔ دیوتاؤں کی یہ شان ہے۔ خدا کے بھگتوں کا یہ مذہب ہے۔ برہمن تو برہمن ہی رہتے ہیں پر چھوٹے اس قسم کی فراخدلی سے بڑے بن سکتے ہیں۔

ہمارے بزرگ بازار کی منادی اور مسیحی سکولوں میں انجیل کی تعلیم کو ایک بڑا بھاری ذریعہ لوگوں تک کلام پہنچانیکا سمجھتے تھے۔ اس لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے آپ نے ہوشیارپور میں سکول کھولے۔ اور اس طور سے اونچ ذاتوں کے ہندو اور مسلمانوں تک مسیح کا پیغام پہنچایا گیا۔ خاص مسیحی لڑکیوں کے لئے جن کے ماں یا باپ مر چکے ہوں ایک عمدہ پرائمری سکول ابتک ہوشیارپور میں جاری ہے جو مسٹر اور مسز چیٹرجی کی متحدہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہاں بڑی مفید تعلیم دی جاتی ہے۔ جو لڑکیوں کے لئے خصوصاً مناسب ہے۔ اس سکول میں سادگی اور نیک چلنی پر شروع سے بہت زور دیا گیا ہے۔ اور لڑکیوں کے اخراجات بہت کم رکھے گئے ہیں۔

کلیسیا میں سربراہ کاری - ۱۸۷۵ء میں ہندوستان کی سینیڈ نے آپ کو الہ آباد کے مدرسہ علم الٰہی میں پروفیسر کے عہدے پر سرفراز کیا۔ پریسبیٹری اور سینڈ کے آپ ہمیشہ نیرّ اعظم رہے۔ آپ کی منصف مزاجی۔ صاف گوئی اور سرگرمی نے آپکو کلیسیا کا سربراہ اور لیڈر منوا کر چھوڑا۔ چنانچہ آپ برسوں پریسبیٹیرین کلیسیا کے معزز ریڈر رہے۔

سہارنپور کے مدرسے علم الٰہی کے آپ مرتے دم تک ڈائرکٹر رہے۔ اور

فورمن کرسچن کالج کے ڈائرکٹروں کے سب سے پہلے پریزیڈنٹ منتخب ہُوئے۔ اور تیس برس تک اس عزت پر سرفراز رہے۔ چنانچہ آپکے نام نامی پر ۱۹۱۰ء میں چیٹرجی سائنس بلاک تعمیر کیا گیا + آپنے مختلف مسیحی فرقوں کے ملانیکی سرتوڑ کوشش کی۔ اس خیال سے کہ ہم عیسائیوں کو اتحاد کر کے غیر مسیحی قوتوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے +

منجملہ دیگر خیالات کے آپکا یہ بھی خیال تھا کہ اگر بشپ بجائے سرکار کی طرف سے مقرر ہونیکے پادری اور عام مسیحیوں کی رائے سے چنے جائیں تو اتحاد جلد ممکن ہے۔ آپ فرقہ بندی سے نفرت رکھتے ہر ایک کو یہی تعلیم اور نصیحت دیتے + دوسرے کلیسیاؤں کے مسیحی انکو اپنی ہی کلیسیا کا شریک سمجھتے تھے اور انکے بے حد مداح تھے۔ پروفیسر گودرا۔ مسٹر دگرم۔ ڈاکٹر واٹسٹ بریجنٹ نے انکی تعریف میں تفضیل کے تمام صیغے گردان دیئے ہیں + آپکا سلوک اپنی کلیسیا کے ممبروں اور ماتحت منادوں وغیرہ سے نہایت رحمانہ اور مسیحیانہ تھا + اس سوال پر کہ آیا دیسی مسیحی پادریوں کی تنخواہ و اختیارات وغیرہ بدیشی پادریوں کے برابر ہونے چاہئیں یا نہیں انکا جواب یہ تھا۔ کہ ہونے چاہئیں مگر جب خود انکو پورا مشن کا ممبر بنانے اور رائے دینے کے اختیار سے انکار کیا گیا تو آپ ایک حرف اس فیصلے کے خلاف زبان پر نہ لائے۔ افسوس جیسا چاہیئے تھا آپ کی قدردانی نہ ہُوئی۔ اب تو یہ مجاز عام مسیحیوں تک کو مل گیا ہے۔

۱۹۰۱ء میں سرکار نے آپکو قیصر ہند کا چاندی کا تمغہ آپکی ضلع ہوشیارپور کی اچھی خدمات کے صلے میں عطا فرمایا۔ اسی سال میں آپکو ڈی ڈی یعنی حکیم علم الہی کی ڈگری واشنگٹن اور جیفرسن کالج سے ملی + اور ۹ برس بعد ایڈنبرا یونیورسٹی کے چانسلر نے اسی ڈگری کی سند مکرر دیکر آپکی اور اپنی یونیورسٹی کی عزت افزائی فرمائی + اس قسم کے اعزاز حاصل کرنیکے متعلق ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ میں انکا طالب نہ تھا۔ میں خداوند مسیح کا خادم اور اُسکے انگوری باغ کی مزدوری کرنیکے شرف کو حاصل کرنے پر زیادہ خوش ہوں۔ یہ اعزاز مجھے بطور انعام منجانب اللہ ہیں جو اُسکے جلال کیلئے دیئے گئے ہیں اور میں بڑی شکرگزاری سے انہیں منظور کرتا ہوں۔

"میرا باپ میری عزت کرتا ہے"

۱۹۱۰ء سے آپکے قوا میں ضعف آنا شروع ہُوا مگر آپنے کام میں فرق نہ آنے دیا۔
آخر کار ناتوانی نے یہانتک عاجز کیا کہ آہستہ آہستہ انکی صحت کے خیال سے زبردستی
انکو تھوڑا بہت سبکدوش کیا گیا۔ جب وعظ کرنیکی طاقت بھی نہ رہی تو لکھکر بھیجدیتے
جو پڑھکر سُنائی جاتی تھی۔ مشنریوں نے خدا خدا کر کے آپکو پھلور چلتا کیا۔ پھر بھی
جب ایکدفعہ جلندھر میں پریسبیٹری ہُوئی تو آپ آہی پہنچے ؎
دیوار پھاندنے میں دیکھوگے کام میرا جب دھم سے آکہونگا حضرت سلام میرا
آپ اس چھوٹے سفر کی برداشت کے قابل بھی نہ تھے مگر اپنی ذمہ واری کا خیال
آپکو کھینچ لایا ؎
جانہ سکتا تھا جہاں آپسے اکٹا رہا ہوں ذمہ واری ہے کہ سو بار لئے پھرتی ہے
گئے تو۔ مگر بُری حالت میں لوٹے۔ جو آپکے انتقال کے دن یعنی ۳۱ مئی ۱۹۱۶ء
تک قائم رہی جبکہ آپ دائمی آرام میں داخل ہوگئے۔ آپکے آخری الفاظ یہ تھے: "میں خداوند
یسوع مسیح کا بندہ ہوں۔" آپکو ہوشیارپور کے قبرستان میں دفن کیا۔ ہزاروں مسیحی۔
ہندو مسلمان۔ سکھ۔ یورپین اور دیسی سرکاری ملازم جنازے کے ساتھ تھے۔
ایسی بار ور خدمت اور نیک زندگی خدا سب کو عنایت کرے۔

+

کاپی ٹول

ایک نہایت عملی اور مجرب دوائی ہے جو لاہور۔ دلی۔ سندھی اور مشرقی پھوڑوں۔ بواسیر۔ خارش کھجلی۔ پتی۔ تحلیول رگی کو رپاب جانے زخم وضرب غیرہ وغیرہ کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے سینکڑوں مریض اس نایاب مرہم سے شفایاب ہوچکے ہیں۔ فوراً خرید فرمائیں۔

سپلینیکی یا تلی صفا چٹ

عجیب وغریب دوا ہر قسم کی بڑھی ہوئی تلی کو گھٹانے سستی جگر اور صفرا اور ایام بیماری میں جو درد سر اٹھتا ہے اُسے دور کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ دوا ہر گھر میں موجود رہنی چاہیئے۔ ضرور خرید فرمادیں۔

المشتہر

پی۔ بی۔ بسن اینڈ سنز کیمسٹ ۷ ۳ نکلسن روڈ۔ لاہور

کرسچن میوچوال پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ لاہور

یہ بیمہ فنڈ مسیحیوں کیلئے خاص ہے جس میں ہر قوم ملت فرقہ کلیسیا کے مسیحیوں کا بیمہ کیا جاتا ہے منافع کے مالک بھی ممبران فنڈ ہی ہیں۔ سابقہ ویلیوایشن دانند زندہ مالیت پانچ سال میں فنڈ کو ہزار روپے کا منافع ہوا۔ اخراجات بہت کم رکھے گئے ہیں یعنی ! ڈائرکٹران فنڈ بلا معاوضہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بیواؤں یتیموں کیلئے پنشن بچوں کیلئے تعلیمی وظائف بڑھاپے کیلئے پنشن۔ کم حیثیت اشخاص کیلئے چار آنے ماہوار تک بیمہ کیا جاسکتا ہے۔ رقوم چندہ مقابلۃً کم رکھی گئی ہیں۔ ڈھائی لاکھ روپیہ پنشنوں اور قومی ترقی میں ادا کیا جاچکا ہے۔ اس فنڈ کا تقریباً تین لاکھ کا سرمایہ سرکار کے پاس جمع ہے ہر شہر اور قصبے میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے مفصل حالات کے لئے ذیل کے پتہ پر لکھیں۔

فیلڈ سیکرٹری۔ کرسچن میوچوال پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ لاہور

دی پنجاب کرسچن سنٹرل کواپریٹو بنک لمیٹڈ لاہور

عرصہ تین سال کا ہوا کہ یہ بنک شہر لاہور میں کھولا گیا تھا۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے دیہاتی مسیحیوں کی مالی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ اس منومنٹ کے ذریعہ سے جو لوگ مسیحی مذہب میں شامل ہوتے ہوتے ہیں انکی مالی حالت نگفتہ بہ ہے۔ خواہ زراعت پیشہ ہوں یا صنعتی یا حرفتی کاموں میں لگے ہوئے ہوں ان لوگوں کو قرضی روپیہ کی بہت ضرورت ہوتی ہے مسیحی مذہب اختیار کرنیکی وجہ سے جو بنئے بقال وغیرہ بے تحاشہ سود لیکر ان غریبوں کو روپیہ اُدھار پر دیتے تھے وہ بھی انکار کرتے ہیں۔ اگر ہم لوگ انکی مدد نہ کریں تو یہ لوگ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اس بنک کے ذریعہ سے شہری مسیحیوں کو موقع دیا جاتا ہے کہ عمدہ سود کی شرح پر روپیہ امانت پر رکھوائیں۔ نیز بنک کے حصص خرید کر عمدہ ڈیویڈنڈ حاصل کیا کریں۔ پچھلا ڈیویڈنڈ ۹ فیصدی شرح کے حساب سے دیا گیا تھا۔ پچھلے تین سال کے عرصہ میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ قرضہ دیا جا چکا ہے جو وقت مقررہ پر واپس آتا رہتا ہے اور تقریباً ... ہزار روپیہ سود امانت پر روپیہ رکھنے والوں کو پہنچ چکا ہے۔ سو یہ بات وہی ہے کہ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام ... کی قیمت مبلغ ۵۰ روپیہ ہے جو سہ ماہی انسٹالمنٹ (قسط) میں واجب الادا ہے جو علاوہ شرح سود امانتی روپیہ کے واسطے ذیل میں درج ہے۔

تین ماہ کے فکسڈ ڈپازٹ جو علاوہ زرجمع مستقل کے واسطے بشرح ۴½ فی صدی سالانہ

۶ " " " " ۵½ " "

۱۲ " " " " ۶½ " "

پچھلا بیلنس شیٹ منگوا کر بنک کی مالی حالت کا ملاحظہ فرما دیں۔ بنک چلانے کے اخراجات نہایت کم ہیں۔ سوائے ایک پورے وقت کے اکاؤنٹنٹ کے باقی سب عہدہ داراں بلا اجرت قومی خدمت کر رہے ہیں۔

المشتہر

آئی درگا پرشاد آنریری منیجر و سیکرٹری

کریمی پریس لاہور زرد کوتوالی قدیم میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا اور ایڈیٹر مسیحی کے ... نے شائع کیا